عہدے یاراں

رمشہ اکرم

Posted on novel-e-mehar

اسلام و علیکم

اگر آپ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنا لکھا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔

تو ہماری ویب سائٹ اپکو پلیٹ فارم فراہم کرتی ہے۔

اگر آپ اپنی تحریر، افسانہ، ناولٹ، ناول یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں۔

تو بھی رابطہ کرے۔

NOVEL-E-MEHAR

Email....... Writers@novelemehar.com

Whatsapp....... 03110699338

پہلی قسط

از رمشہ اکرم

صبح کا وقت تھا۔گلی میں دودھ والے کی آواز آرہی تھی،

اندرون شہر کے اس پرانے گھر کے کچن میں اماں چائے بنا رہی تھیں۔

کمرے کے اندر وہ آئینے کے سامنے کھڑی بال باندھ رہی تھی۔

ہلکی سی نیلے دوپٹے کا حجاب اسکے سفید رنگت والے چہرے کو چار چاند لگا رہا تھا،

سادہ آبائے میں——اس کے چہرے پر وہ نرمی تھی جو بہت کم لڑکیوں میں ہوتی ہے۔

۔ موبائل میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔وائس میسج تھا

سادیہ! کتنی دیر لگاتی ہو تیار ہونے میں،"

"!انتظار میں رامیشہ واجد ختم ہو جائے گی

یہ رامیشہ کی آواز تھی۔

۔ اسنے وائس میسج بھیجا تھا

سعدیہ نے مسکرا کر کہا،

"بس پانچ منٹ، تم تو روز جلدی آ جاتی ہو۔"

۔ سعدیہ نے ریپلائی دیا

"! تمھارے بغیر رہا ہی نہیں جاتا، چلو جلدی آؤ"

۔ آگے سے جواب آیا تھا جسکو سن کر سعدیہ مسکرا دی تھی

کچھ دیر بعد وہ گلی کی نکڑ سے رکشہ لے کر کالج جا رہی تھیں۔

راستے میں رمیشہ کی باتیں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔

وہ اسے میسج پر میسج کیے جا رہی تھی

سعدیہ زیادہ سنتی تھی، کم بولتی۔ مگر اس کے چہرے پر ایک تسلی سی رہتی تھی۔

——رمیشہ کی باتیں سننا روزمرہ کا معمول تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

کالج پہنچ کر وہ سیدھی رامیشہ کی کلاس میں داخل ہوئی۔ اسلام و علیکم؛

وا علیکم سلام

اسے لیکچر کے بعد کینٹین میں بیٹھنے کا کہا اور خود اپنی کلاس کی طرف چلی گئی۔

کلاس کے بعد دونوں کینٹین میں موجود تھیں رمیشہ نے بیگ سے ٹفن نکالا،

یہ لو، آج آلو والے پراٹھے لائی ہے۔

"سعدیہ نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا، "پچھلی بار بھی یہی تھے۔

"!ہاں، مگر پچھلی بار تم نے پورا کھالیا تھا، آج آدھا ہی دوں گی"

دونوں کی ہنسی کینٹین میں گونج گئی۔ارد گرد بیٹھی لڑکیاں پلٹ کر دیکھنے لگیں۔

۔ دن اسی طرح گزرتا رہا۔کبھی کلاس، کبھی کیفے، کبھی رمیشہ کی باتیں

سعدیہ کے انداز میں ایک سکون تھا،اور رمیشہ کے اندر جیسے کوئی ہمیشہ خوش رہنے والا موسم۔

شام کو واپسی پر رمیشہ ہمیشہ کی طرح سعدیہ کے ساتھ واپس گھر آتی اسکا گھر راستے میں ہی پڑتا تھا۔

ہوا میں گرد اڑ رہی تھی، گلیوں میں بچوں کے کھیلنے کی آوازیں تھیں۔

اچھا مزے کی بات سن رامیشہ اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوئی "کل میری امی کہنے لگیں،

"تم ہر وقت سعدیہ سعدیہ ہی کیوں کرتی رہتی ہو؟

۔ پھر کیا کہا تم نے؟"سعدیہ نے حیرانگی سے پوچھا"

"۔ میں نے کہا، کیونکہ سادیہ کے بغیر ایک دن دل نہیں لگتا"

NOVEL-E-MEHAR

سادیہ نے نظریں گھمائی اور مسکرا دیا۔

"۔ اچھا ہوتا جو تیرے پاس عقل ہوتی

ہاں، بالکل بہت اچھا ہوتا۔"رمیشہ نے جواب دیا۔"

اور دونوں مسکرانے لگیں

رکشہ ان کے محلے کے دروازے پر رُکا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا۔

سعدیہ نے گھر کے اندر قدم رکھا، تو اماں نے پوچھا،

"بیٹا، رمیشہ کو بھی ساتھ لے آتی۔"

۔ جی، امی ساتھ تھی مگر گھر چلی گئی"

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے خاندان جیسی تھیں۔

— دو دل، دو الگ مزاج، مگر ایک سا احساس

ساتھ رہنے کا، باتیں بانٹنے کا، اور ہر دن کو آسان بنانے کا۔

...بس یوں ہی چل رہی تھی زندگی

بڑی سیدھی، بڑی پرسکون۔

NOVEL-E-MEHAR

ابھی کسی کے آنے کا ذکر نہیں تھا۔

ابھی کہانی صرف دوستی کی خوشبو میں تھی۔

راولپنڈی کی پوش علاقے میں شاہ کے گھر کا گیٹ آہستہ سے کھلا۔

اندر ایک بڑا سا لان تھا— تراشی ہوئی گھاس، سنگِ مرمر کی سیڑھیاں،

اور صحن کے بیچوں بیچ رکھا فوارہ۔

احمد ابھی جم سے واپس آیا تھا۔

گھر کی ملازمہ نے پانی کا گلاس اس کے سامنے رکھا۔

— پسینے میں بھیگا ہوا چہرہ، بھاری سانسیں، اور ہاتھ میں بندھی ربڑ کی پٹی

سب بتا رہے تھے کہ وہ اب خود کو بدلنے میں لگا ہے۔

”احمد بیٹا، تم آدھا دن جم میں گزار آتے ہو کبھی آرام بھی کر لیا کرو۔“

۔ اندر سے اس کی امی کی آواز آئی——نرمی بھری، مگر تھوڑی فکر مند تھی

”امی، بس تھوڑا وقت لگے گا... شکل سدھارنی ہے، خود کو بھی۔“

وہ مسکرایا تھا، تولیہ سے چہرہ صاف کرتے ہوئے۔

امی نے ہنستے ہوئے کہا، ”شکل تو تمہاری ویسے ہی بہت اچھی ہے،

”!جی امی، ہاں بس ذرا موٹاپا کم ہو جائے تو لڑکیاں لائن میں لگ جائیں گی

—— احمد نے قہقہہ لگایا، مگر نظریں جھکا لیں

امی، مجھے تو بس خود کے لیے ٹھیک رہنا ہے۔“

NOVEL-E-MEHAR

وہ اپنے کمرے میں آیا۔

کمرے کی دیواروں پر سادگی تھی

وہ آئینے کے سامنے آ کھڑا ہوا

چند لمحے وہ خود کو دیکھتا رہا، رنگ ہوئی تو اسنے فون کان سے لگایا۔

۔ احمد شیراز شاہ اس پار سے پکارا گیا تھا۔جی بول رہا ہوں فرمائیے

باہر فضا میں شام کے سائے اترنے لگے۔

— ایک شہر لاہور میں ایک لڑکی اپنی دوست کے لیے چاکلیٹ خرید رہی تھی

اور دوسرے شہر راولپنڈی میں ایک لڑکا اپنے دشمن بنانے بیٹھا تھا۔

دونوں کو خبر نہیں تھی کہ وقت نے اُن کی زندگیوں کے صفحے ایک ہی کتاب میں جوڑ دیے ہیں۔

کالج کا لان ہلکی دھوپ سے چمک رہا تھا۔

جھاڑیوں کے بیچ بیٹھے پرندے چہچہا رہے تھے،

اور گلاب کے پودوں پر تازہ پانی کے قطرے اب بھی چمک رہے تھے۔

سعدیہ درخت کے نیچے اپنی نوٹ بک کھولے بیٹھی تھی۔

رمیشہ ہاتھ میں سموسے لیے بھاگتی آئی، ہنستی ہوئی، جیسے کوئی چھوٹا سا طوفان ہو۔

”اوئے سعدی! تم ہر وقت میتھس میں گھسی رہتی ہو، کبھی چِل بھی کیا کرو۔“

اس نے پلیٹ اس کے سامنے رکھی۔

NOVEL-E-MEHAR

”سعدیہ نے سر اٹھایا، وہ مسکرائی تھی، ہاں ہو گیا بس یہ اسائنمنٹ کل جمع کرانی ہے نا۔

اسائنمنٹ ہے... یا سزا؟“ رمیشہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ”یار، زندگی میں کبھی تو سنجیدگی“

لاؤ سعدیہ آہستہ سے بولی، میری سنجیدگی میری پینٹنگ میں ہے بس۔

تمہارے جیسی سنجیدگی آئی تو شاید مجھے بھی میتھ کر کے پاگل ہونا پڑے،

رامیشہ کا پھر سے ویسا جواب۔

دونوں ہنسنے لگیں۔

”سادیہ نے مسکراہٹ دبائی،“تم ہر بات کو فلمی کیوں بنا دیتی ہو؟

کیونکہ زندگی خود ایک فلم ہے،اور میں اُس کی شوخ ہیروائن! ” رمیشہ نے بال جھٹکتے ہوئے کہا۔“

”پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی،“ویسے تم کچھ دِنوں سے بہت چپ چپ ہو۔کوئی بات ہے کیا؟

”سعدیہ نے نگاہیں نیچے کر لیں۔“نہیں،کچھ نہیں...بس گھر کی باتیں ہیں۔

ہاں وہی پرانی لائن،گھر کی باتیں۔” رمیشہ نے انگلی سے اشارہ کیا۔““““

”!۔ میں تمہاری بیسٹ فرینڈ ہوں،یاد رکھنا۔مجھ سے بات چھپاؤ گی تو چھوڑوں گی نئ میں

— سادیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا

NOVEL-E-MEHAR

”تم میری زندگی کی سب سے قیمتی چیز ہو،رمیشہ۔“

”رمیشہ نے شرارتی انداز میں کہا،“بس اب رُلا دو،تمہارے یہ جملے دل چھو لیتے ہیں۔

دونوں کے درمیان ہنسی چھا گئی۔

— گارڈن کے ایک کونے میں ہوا نے سادیہ کا دوپٹہ اُڑا دیا،رمیشہ نے پکڑ کر دیا

”سنبھال کے رکھو،لاہور کی ہوا کبھی کبھی بہت تیز ہو جاتی ہے۔“

اور کبھی کبھی بہت خوبصورت بھی...” سعدیہ نے آہستہ سے کہا۔“

راولپنڈی میں احمد شاہ لان کی جھولنے والی کرسی پر بیٹھا اپنی ماں کی باتیں سن رہا تھا۔

"شاہ بیگم بول رہی تھی، "کل تمہاری آپی کے سسرال والے آرہے ہیں، ذرا وقت پر گھر ہونا۔

"۔ جی امی، میں شام تک واپس آجاؤں گا"

"امی نے چائے رکھتے ہوئے پوچھا، "تمہارے دوست کہاں ہیں آج کل؟

"۔ احمد نے ہلکا سا شانہ اُچکایا، "بس سب مصروف ہیں... شام آئے گا کل اور مانی کا کوئی پتا نہیں

امی نے مسکرا کر کہا، "زندگی بدلتی ہے، احمد۔ بس انسان اچھا رہے، یہی کافی ہے۔

" اپنے دوستوں سے ملو دوست ہونا بہت ضروری ہے

احمد نے ہلکا سا سر ہلایا،

۔ پھر چائے کے کپ سے بھاپ اُٹھتی دیکھتا رہا

NOVEL-E-MEHAR

باہر فضا میں شام کے سائے اترنے لگے۔

— ایک شہر لاہور میں ایک لڑکی اپنی دوست کے لیے چاکلیٹس خرید رہی تھی

اور دوسرے شہر راولپنڈی میں ایک لڑکا جم کے بعد اپنے خواب سنوارنے بیٹھا تھا۔

دونوں کو خبر نہیں تھی کہ وقت نے اُن کی زندگیوں کے صفحے ایک ہی کتاب میں جوڑ دیے

احمد سیڑھیاں چڑھتا ہوا

اوپر آیا۔اریحہ اپنے کمرے

میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے

بیٹھی کان کے جھمکے بند کر رہی تھی۔

احمد نے دروازے پر ہلکی سی

۔ دستک دی۔آجاؤ احمد

آپ کو پتا کیسے چل جاتا وہ ہمیشہ کی طرح حیرانگی

سے بولا اور اریحہ ہمیشہ کی

طرح جواب میں مسکرادی

۔ امی بلا رہی ہیں آپکو"

"کہہ رہی ہیں، مہمان پہنچنے والے ہیں۔

اریحہ نے آئینے سے نظریں ہٹائے

NOVEL-E-MEHAR

بغیر پوچھا،

"کتنے بجے کہہ رہے تھے آنے کا؟"

...کہا تو تھا چار بجے"

مگر آپکو پتا ہے،امی کو ہر

"چیز آدھا گھنٹا پہلے چاہیے۔

"اریحہ ہنس پڑی۔"امی کو نہیں،امی کے مہمانوں کو چاہیے۔

فرق؟" احمد نے کندھے اُچکائے۔"

امی کو خوشی تبھی ہوتی ہے"

جب سب اُن کے حساب سے چلیں،

" احمد آنکھ دباتے ہوئے بولا

دونوں ہنس دیے۔

اریجہ نے دوپٹہ درست کیا،

"کیسی لگ رہی ہوں؟"

"ٹھیک لگ رہی ہو۔"

"بس ٹھیک؟"

ہاں، کیونکہ آج آپکو خوبصورتی نہیں، سنجیدگی دکھانی ہے۔"

"آج تاریخ طے ہونی ہے، ماڈلنگ نہیں۔

واہ، بڑی نصیحتیں دے رہے ہو،"

NOVEL-E-MEHAR

"خود کب سنجیدہ ہو گے؟

"جب آپ رخصت ہو جاؤ گی۔"

اریجہ نے اس جملے پر

ہلکا سا توقف کیا، مگر مسکرا کر رہ گئی۔

نیچے مہوش شاہ اور

شیراز شاہ مہمانوں کے

استقبال میں مصروف تھیں۔

چائے کی خوشبو پورے گھر میں پھیل رہی تھی۔

احمد اور اریحہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے۔

"امی، کچھ ہاتھ بٹاؤں؟"

احمد نے پوچھا۔

مہوش بیگم نے ہنستے ہوئے کہا،

نہیں بیٹا، تم صرف مسکراہٹ"

بکھیرنے کا کام کرو، باقی

"سب مینیج ہو جائے گا۔

بیگم مہمان آگئے شیراز شاہ

نے آگے بڑھتے ہوئے کہا،

سامنے لڑکے کی فیملی

لاؤنج میں داخل ہوئی تھی

شان سے، مسکراہٹ کے —

۔ ساتھ قریشی خاندان کی آمد ہوئی تھی

شیراز صاحب نے سلام کیا۔

اور بیٹھنے کا اشارا کیا سب لاؤنج میں پڑے صوفوں پر براجمان ہو گئے تھے

، اریحہ نے سب کو زبانی سلام کیا

NOVEL-E-MEHAR

"ماشاءاللہ، بہت پیاری لگ رہی ہے ہماری بہو۔"

شکریہ آنٹی..." وہ دھیرے سے بولی۔"

چائے سرو ہوئی، اور گفتگو شروع ہوئی۔

کچھ دیر رسمی باتوں کے بعد،

، لڑکے کے والد رحمان قریشی بولے

"چلیں اب تاریخ بھی طے کر دی جائے۔ اس مہینے کی پندرہ کیسی رہے گی؟"

سے مشاورت کے بعد احمد مہوش بیگم نے شیراز شاہ

کی طرف دیکھا، پھر دھیرے سے کہا،

"پندرہ بالکل مناسب ہے۔"

NOVEL-E-MEHAR

"تو پھر طے رہی؟"

"جی، ان شاءاللہ۔"

کمرے میں ہلکی سی

خاموشی کے بعد خوشی کی فضا پھیل گئی۔

اریحہ نے نظریں نیچی کر لیں،

احمد نے امی کی آنکھوں میں

چمک دیکھی تھی۔ شاہمیر نے اٹھ

کر اپنی بھابھی کو

مبارک پیش کی جس پر

اریجہ مسکرادی وہ اریجہ

کا اکلوتا دیور تھا کھانا

اور کچھ روایتی باتوں کے

۔ بعد مہمان واپس روانہ ہوئے

احمد لان میں بیٹھا تھا

اسکے پاس سب تیاری کرنے کے لیے 15 دن تھے

۔ اس کو انہیں دنوں میں سب کرنا تھا

ایک ہفتہ گزر گیا تھا شادی کی تیاری عروج پر تھی

شادی میں باقی صرف

ایک ہفتہ بچا تھا احمد نے

سب کام اکیلے سنبھال لیے

تھے کارڈ بن کر

بیجھے جا چکے تھے آج وہ

۔ اریجہ کو دلہن والا جوڑا دلوانے جا رہا تھا

NOVEL-E-MEHAR

یہ لاہور کی ایک دھوپ

بھری صبح تھی۔

سادیہ صحن میں اماں کے

ساتھ چائے پی رہی تھی۔ سامنے چ

شمس صاحب اخبار پڑھ رہے تھے،

اور چڑیاں دیوار پر بیٹھ کر چہچہا رہی تھیں۔

اماں نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے کہا،

”بیٹا، ذرا دروازہ دیکھو، کون آیا ہے۔“

۔ سعدیہ اٹھ کر، گیٹ کی طرف گئی۔ باہر ایک شخص کھڑا تھا، ہاتھ میں سفید لفافہ تھا

شمس حسین کے لیے پوسٹ ہے۔”جی دیجیے میں ان کی ہی بیٹی ہوں، جی یہ لیں مس۔“

سعدیہ نے لفافہ لیا۔اور دروازہ بند کر اندر چلتی آئی،

اس نے لفافہ کھولا تو اندر ایک نفیس سا میرج کارڈ تھا اس پر سنہری حروف میں لکھا تھا

اریحہ شاہ ویڈز علی قریشی۔

سادیہ کی آنکھیں چند لمحے لفظوں پر ٹکی رہ گئیں۔

”امی...“ وہ اندر آئی، ”امی دیکھیں، کسی اریحہ شاہ کی شادی کا کارڈ آیا ہے۔“

شازیہ بیگم نے حیران ہو کر پوچھا،

”واقعی؟ کب کی تاریخ ہے؟“

NOVEL E MEHAR

سادیہ نے کارڈ کھولا،

"۔ پندرہ دن بعد کی ایڈریس راولپنڈی میں ہے"

اماں کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔

اللہ نصیب اچھا کرے۔ مگر امی یہ ہے کون؟ سعدیہ نے تجسس سے پوچھا"

ارے یہ مہوش کی بیٹی ہے، کون وہ پھپھو مہوش جو آپی کی شادی پر آئیں تھیں ہاں جی بیٹا جی

اب تو جانا ہی پڑے گا نا امی کیونکہ وہ بھی آئی تھیں۔

"ہاں جانا تو پڑے گا شام میں کرتے بات اس بارے میں۔

سعدیہ ہلکی سی حیرانی سے بولی،

"...امی، راولپنڈی کبھی نہیں گئی میں"

" اب پہلی بار جانا ہے، اچھا ہے لاہور سے باہر جانا بھی ہو جائے گا۔"

NOVEL-E-MEHAR

اماں نے کارڈ میز پر رکھا، اور چائے کی پیالی دوبارہ ہاتھ میں لی۔

" کپڑے تیار کرنے ہوں گے۔ تم بھی سوٹ بنوالو،"

سعدیہ نے سر ہلایا، مگر چپ رہی۔

کارڈ کے سنہری حروف اب بھی اس کی آنکھوں کے سامنے چمک رہے تھے۔

راولپنڈی——شاہ ولا

وسیع لان میں ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ ہر طرف ریشمی پردے، تازہ پھول اور مصروف ملازم۔

اریحہ اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی کان کے جھمکے بدل رہی تھی۔

احمد اندر آیا، مسکرا کر بولا،

"امی کہہ رہی ہیں جلدی چلو۔ آپ ابھی تک یہی تیاریاں؟"

"یہ جھمکے میرے ساتھ بات نہیں کرتے، سیدھے لٹکنے کو تیار نہیں۔"

احمد نے ہنستے ہوئے کہا،

"جھمکوں کا قصور نہیں، آپکی ہی ضد ہے۔"

"اچھا نا احمد، اب نہ چھیڑو، ورنہ امی کہہ دیں گی دیر تمہاری وجہ سے ہوئی۔"

"احمد نے انگلی اٹھائی، "امی نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

"تو پھر چلیں، اب بحث کا فائدہ؟"

NOVEL-E-MEHAR

دونوں نیچے آئے، جہاں مہوش بیگم گاڑی کے پاس کھڑی تھیں۔

"احمد، گاڑی نکالو جلدی علی وہاں بوتیک میں انتظار کر رہا ہے۔"

احمد نے گاڑی نکالی اور دونوں ماں بیٹی سوار ہو گئیں۔

ملینیوم مال—راولپنڈی

اریحہ شوروم کے اندر کھڑی تھی، سامنے ڈیزائنر لہنگوں کی قطار۔

چمکتی روشنیوں میں وہ ہر رنگ کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

یہ والا کیسا لگ رہا ہے؟" اُس نے احمد سے پوچھا۔"

"اچھا ہے، مگر تھوڑا زیادہ بھاری۔ آپکو پسند ہے تو لے لو۔"

"امی کو شاید رنگ بہت گہرا لگے۔"

"امی ہر چیز کو گہرا کہتی ہیں، تم اپنے حساب سے لو۔"

NOVEL-E-MEHAR

— پیچھے سے آواز آئی

میں بھی یہی کہوں گا، جو دل کہے وہی لے لو۔"

علی کی آواز پر دونوں پلٹے تھے علی نے احمد کو گلے لگا کر سلام کیا

" اور اریحہ کے آگے سر خم کر سلام کیا اور مسکرا دیا

"۔

سیلز گرل نے پیکنگ شروع کر دی۔

علی نے احمد کو متوجہ کیا،

"احمد بھائی، اب آپ کے لیے بھی تیاری ہونی چاہیے، بہن کی شادی ہے آخر۔"

احمد نے کندھے اُچکائے،

"میری تیاری تو تب ہوگی جب پرسکون ہوگا۔ ابھی روز ایک نئی لسٹ آجاتی ہے۔"

سب ہنس پڑے۔

خریداری ختم ہوئی تو وہ لوگ پارکنگ کی طرف آئے۔

ہوا میں شام کی خنکی بڑھ چکی تھی۔

اریحہ خاموش کھڑی آسمان دیکھ رہی تھی۔

احمد نے پوچھا، "کیا سوچ رہی ہو" "بس یہی

میری شادی ہے اسکی بے تکی بات پر سب ہنس پرے...

چلیں خدا حافظ میں جارہا ہوں علی اپنی گاڑی کی طرف مڑا۔

NOVEL-E-MEHAR

کافی دیر سے وہ لان میں فوارے کے قریب بیٹھا تھا۔

— اچانک پیچھے سے آواز آئی

"تم کچھ کہو گے نہیں؟"

اریحہ آپی وہ مڑا، اسکے دوپٹے کا پلو ہوا میں اُڑ رہا تھا۔

کیا کہوں؟'' احمد نے مسکرا کر دیکھا۔''

''میری شادی طے ہو گئی ہے، مجھے پتا ہے ریہوں۔اور تم خاموش کیوں بیٹھے ہو۔''

''کیا کہوں... آپ چلی جاؤ گی تو میں اکیلا ہو جاؤں گا، بس یہی سوچ رہا تھا۔ خیر چھوڑو آپ بتاؤ خوش ہو؟''

''ہاں... مگر تھوڑا سا ڈر بھی لگ رہا ہے۔''

'' ...کیوں؟''پتا نہیں''

کچھ نہیں ہو گا علی بہت اچھا ہے

۔، اریحہ نے دھیرے سے کہا،ہمم وہ تو ہے

ہوا کا جھونکا آیا، دونوں چند لمحے چپ رہے تھے۔

احمد یہ سب کب چھوڑو گے۔۔۔کیا ریہوں وہ سنجیدہ تھا۔

تمہیں پتا ہے اچھے سے میں کیا بول رہی ہوں،

جب تک حقیقت کا پتا نا چلے وہ اٹھ کھڑا ہوا،

یہ تمہارا مسلہ تو نھی ہے نا وہ بھی کھڑی ہو گی۔

ہاں مگر جنکا ہے وہ میرے ہیں،"اور یاروں کے سہارے یار ہی ہوتے ہیں"۔

مگر کب تک تلاش کرو گے۔ جب تک ملے نا۔

پھر احمد نے آہستہ سے کہا چلو آؤ ڈنر ٹائم ہے۔

اندر چلیں دونوں نے ہاتھ تھامے اور اندر کی طرف رخ کیا۔

اریحہ اپنی زندگی کی نئ شروعات کے انتظار میں تھی،

اوراس کے ساتھ ساتھ احمد کی کہانی میں بھی دلچسپ موڑ انتظار میں تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

"!کیاااااااااا"

رمیشہ کی چیخ ہال میں گونجی۔

موبائل پر چلتی انگلیاں جیسے کرنٹ کھا کر رکی تھیں۔

رمیشہ کی چیخ پر وہاں موجود ہر کسی کی نظریں ان کی طرف اٹھیں۔

:سعدیہ نے جلدی سے انگلی ہونٹوں پر رکھ کر کہا

"!آہستہ...سب دیکھ رہے ہیں"

تو پھر کیا ہوا!"رمیشہ نے کرسی کھسکائی اور قریب آ کر بولی،"

"یہ راولپنڈی کدھر سے آگئی؟آئی نہیں ہمیشہ سے موجود ہے؟تم نے مجھ سے چھپایا کیوں؟"

NOVEL-E-MEHAR

:سعدیہ نے کتاب بند کرتے ہوئے دھیرے سے کہا

چھپایا نہیں،بس موقع نہیں ملا ویسے بھی میں بھی پہلی دفعہ ہی جارہی ہوں۔"

"شادی ہے،امی نے کہا ہے کہ سب چلیں گے۔

"کس کی شادی؟"

"ابو کی کسی کزن کی بیٹی کی...اریجہ شاید۔"

"اوہ،تو مطلب تمہاری پھوپھو کی بیٹی؟"

"ہاں۔"

رمیشہ نے سانس بھرا،

"چار دن کے لیے جا رہی ہو نا؟"

"ہاں، شاید پانچ بھی لگ جائیں۔"

پانچ دن!" رمیشہ نے ڈرامائی انداز میں سر پکڑ لیا،"

تمہیں اندازہ ہے، تمہارے بغیر میرا ایک دن نہیں گزرتا۔"

"کالج میں کون سنے گا میری باتیں؟ کون میرے ساتھ بیٹھے گا؟

سعدیہ نے ہنستے ہوئے کہا:

"!چار دن کے لیے جا رہی ہوں، پردیس نہیں جا رہی"

NOVEL-E-MEHAR

میرے لیے تو یہی ہے پردیس!" رمیشہ نے روٹھے لہجے میں کہا اور اٹھ کر چلی گئی۔"

سنو تو سہی میری بات!" سعدیہ نے غصے سے جاتی رمیشہ کو آواز دی۔"

"نہیں سننی مجھے تمہاری بات، تم جاؤ راولپنڈی! دیکھو شادیاں ہم آپ کے ہیں کون؟"

اچھا نا میری بات تو سنو، چار دن کی تو بات ہے۔" سعدیہ نے اس کا بازو پکڑ کر روکتے ہوئے کہا۔"

چار دن تو ہے ہی مگر میں اکیلی کیا کروں گی ادھر؟" رمیشہ نے بیچارگی سے کہا۔"

ہم بات کریں گے روز، پرومس!" سعدیہ نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔"

"!اچھا چل ٹھیک ہے، میری بھی ایک شرط ہے"

وہ واپس آکر بیٹھ گئی اور سعدیہ کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

......

:پھر فوراً مسکرا کر بولی

"اچھا سنو، میری شرط ہے واپسی پر میرے لیے پنڈی کی سب سے اچھی چاکلیٹس لانا۔"

"!اوکے ڈن میری پرنسس"

دونوں کی ہنسی کلاس میں گونج اٹھی۔

NOVEL-E-MEHAR

لیکچر کی گھنٹی بجی تھی اور رمیشہ کو کلاس جانا تھا۔

وہ سعدیہ سے ایک کلاس پیچھے تھی یعنی وہ اس کی جونیئر تھی۔

:رمیشہ اٹھی اور بیگ پکڑا، اور جاتے جاتے بولی

"!میں تم سے بات بند نہیں کروں گی! تمہیں ہر روز میسج کروں گی — چاہے تم جواب دو یا نہ دو"

:سعدیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"پتہ ہے، تم ایک دن کی بھی خاموشی برداشت نہیں کر سکتیں۔"

بالکل نہیں!" رمیشہ نے آنکھ ماری اور کلاس کی طرف چلی گئی۔"

— سعدیہ نے کتابیں سمیٹیں۔اس کے دل کے اندر کوئی چھوٹا سا احساس جاگا تھا

شاید دوست کی جدائی کا، یا شاید نئے شہر کے انتظار کا۔

"پیکنگ ہو گئی امی۔"

"اچھا کیا بیٹا، صبح خیر سے جلدی نکلنا ہے۔"

"جی امی، ان شاءاللہ۔آپ سو جائیں اب، میں بھی سونے جا رہی ہوں۔"

NOVEL-E-MEHAR

"!شاہمیر بھائی! آپ کو علی بھائی بلا رہے ہیں"

دس سالہ نایاب قریشی نے آکر شاہمیر کو پیغام دیا تھا۔

ہمم، میں جا رہا ہوں ادھر ہی۔" شاہمیر اٹھا اور موبائل پر انگلیاں چلاتا علی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔"

دروازے پر دستک ہوئی۔

آجاؤ!" اندر سے اجازت دی گئی تھی۔"

شاہمیر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا کمرے میں داخل ہوا۔

علی لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔ شاہمیر کو دیکھ کر لیپ ٹاپ بند کیا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

آؤ بھئی جوان، بیٹھو!" علی نے نرمی سے کہا۔"

شاہمیر اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"جی بھائی، کوئی کام تھا کیا؟"

"ہاں یار، کل اریحہ کی ابٹن ہے۔"

"مجھے پتہ ہے بھائی۔ہاں تو؟"

"اگر تم آج جاؤ تو کچھ چیزیں ہیں، یہ لے جانا۔"

"!تو سیدھا بولیں نا، کہ اپنی بھابھی کو میرے گفٹس پکڑانے ہیں"

شاہمیر نے شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔

NOVEL-E-MEHAR

علی اس کی بات پر محض مسکرایا تھا اور صوفے پر رکھے بیگ کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ لے جانا، اب جاؤ۔ میں ضروری کام کر رہا ہوں۔"

ایسے کیسے بھائی؟ مجھے کیا ملے گا؟" شاہمیر نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔"

علی نے اس کے لالچ پر آنکھیں گمائیں۔

"!ٹرانسفر کر دوں گا تمہارے اکاؤنٹ میں، لالچی انسان! جاؤ اب"

"!شکریہ شکریہ شکریہ"

شاہمیر بیگ اٹھاتے ہوئے بولا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ صبح پانچ بجے سے سفر پر تھے۔ دوپہر کے بارہ بجنے کو تھے۔

"امی، کتنا سفر باقی ہے؟"

سعدیہ نے جھنجھلا کر پوچھا۔

بیٹا، بس آدھا گھنٹہ اور۔" شمس صاحب نے بیٹی کو دیکھ کر کہا۔"

سڑک کے دونوں طرف عمارتوں کے رنگ بدلنے لگے تھے۔

گاڑی جیسے ہی راولپنڈی کی حدود میں داخل ہوئی،

NOVEL-E-MEHAR

ہوا میں وہ خاص سی تازگی گھل گئی جو پہاڑوں کے قریب آ کر محسوس ہوتی ہے۔

راستے کے کنارے دکانوں کے بورڈ چمک رہے تھے، کہیں مٹھائیوں کی خوشبو تھی،

کہیں بیکری سے نکلتی گرم روٹیوں کی بھاپ اڑتی دکھائی دے رہی تھی۔

سعدیہ نے کھڑکی سے باہر دیکھا اور منظر دیکھ کر مسکرا اٹھی۔

ہر موڑ، ہر سڑک جیسے نئے شہر کی کہانی سنا رہی تھی۔

— گاڑی کے شیشے پر اس کی سانس کی بھاپ ہلکا سا دھندلا پن بنا رہی تھی

اس نے انگلی سے اس پر چھوٹی سی مسکراہٹ بنائی اور دھیرے سے کہا:

"امی، یہ شہر تو لاہور سے بہت مختلف ہے..."

امی نے آگے بیٹھے بیٹھے مسکرا کر کہا:

"ہاں بیٹا، یہ شہر الگ ہی مزاج رکھتا ہے۔ یہاں پہاڑوں کی ہریالی اور قدرتی مناظر دل کو سکون دیتے ہیں۔"

ریلوے سٹیشن پر بڑی ہلچل تھی، ہاں آ گئی گاڑی آؤ، جی ابو چلیں۔

امی میں تو تھک گئی ہوں سعدیہ نے موبائل چیک کرتے ہوئے کہا،

"اسی روڈ سے آگے شاہ ہاؤس کا راستہ ملے گا۔"

میاں شمس الدین نے ڈرائیور کو راستہ بتایا۔

گاڑی روڈ ت ذرا گھنی ہو گئی۔

سعدیہ نے سڑک کے کنارے گزرتے درخت دیکھے—پتوں میں شام کی روشنی اترنے لگی تھی۔

دور پہاڑیوں کے سائے پھیل رہے تھے اور فضا میں ایک عجب سکون تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

"لو بیٹا، تھوڑا پانی پی لو۔ سفر لمبا ہو گیا نا؟"

سعدیہ نے بوتل لی اور ہلکے گھونٹ لیے۔

"بس، میں تو تھوڑا سا تھک گئی ہوں۔"

"کوئی نا بیٹا۔"

سعدیہ نے گاڑی آہستہ ہوتے دیکھی تو بولی:

"امی، لگتا ہے پہنچ گئے۔"

گاڑی موڑی ـــــ سامنے ایک کشادہ سڑک تھی جس کے آخر میں اونچی دیواریں نظر آ رہی تھیں۔

دیواروں پر چڑھے بیل بوٹے اور پھول جیسے کسی بڑے بنگلے کا پتہ دے رہے تھے۔

دروازے پر سیکیورٹی گارڈ کھڑا تھا۔

شمس صاحب نے شیشہ نیچے کیا۔

"السلام علیکم، ہم لاہور سے آئے ہیں ـــــ مسٹر شاہ کے مہمان۔"

گارڈ مسکرایا اور دروازہ کھول دیا۔

بڑا آہنی گیٹ چرچراتے ہوئے کھلا، اور گاڑی اندر داخل ہوئی۔

ـــــ اندر کا منظر جیسے کسی خواب کا ٹکڑا ہو

لمبا لان، درمیان میں فوارہ،

دونوں اطراف پھولوں کی قطاریں،

اور دور سامنے، سفید و خاکی رنگ میں ڈوبا شاہ ہاؤس پوری شان سے ایستادہ۔

دھوپ کی آخری کرنیں عمارت کے شیشوں سے ٹکرا کر چمک رہی تھیں۔

ـــــ گاڑی ہلکے سے رکی۔ سعدیہ نے کھڑکی سے باہر جھانکا

سیڑھیوں پر دو ملازمائیں کھڑی تھیں، اور دروازے پر ایک باوقار خاتون خود استقبال کے لیے موجود تھیں۔

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ نے دھیرے سے کہا:

"یہ یقیناً پھوپھو ہوں گی۔"

— اس کے دل کی دھڑکن ذرا تیز ہوئی تھی

شاید نئے لوگوں، نئے چہروں اور نئے شہر کے احساس کی وجہ سے۔

گاڑی کے دروازے کھلے۔

فوارے کی بوندوں نے ہوا میں نمی گھولی۔

— سعدیہ نے دھیرے سے قدم رکھا

سامنے شاہ ہاؤس تھا،

اور لگتا تھا جیسے شہر کا شور گیٹ کے باہر ہی رک گیا ہو۔

السلام علیکم!" شمس صاحب کی آواز نرم فضا میں گونجی۔"

NOVEL-E-MEHAR

دروازے کے اندر سے مانوس سی آواز ابھری:

"!وعلیکم السلام... میرے بھائی"

سیڑھیوں سے مہوش شاہ تیز قدموں سے نیچے اتریں۔

ان کے چہرے پر چمک، آنکھوں میں خوشی تھی — جیسے برسوں بعد کوئی اپنا سامنے آیا ہو۔

شمس!" وہ آگے بڑھیں اور بھائی کے گلے لگ گئیں۔"

"...کتنے سال ہو گئے تمہیں دیکھے ہوئے"

:شمس الدین نے مسکراتے ہوئے کہا

"!تم تو اپنی دنیا میں اتنی مصروف ہو کہ لاہور والوں کو یاد ہی کہاں رکھتی ہو"

:مہوش نے پیچھے ہٹ کر اپنی بھابھی کو گلے لگایا

"کیسی ہیں آپ، نجمہ؟"

میں بالکل ٹھیک، آپ کیسی ہیں؟" نجمہ بیگم بھی مسکراہٹ سے بولیں۔"

:مہوش شاہ کی نظر اسی دوران سعدیہ پر پڑی

"!ارے، یہ تو بالکل تمہاری کاپی لگ رہی ہے"

NOVEL-E-MEHAR

:سعدیہ نے ادب سے سلام کیا

"!السلام علیکم پھوپھو"

:مہوش نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"!واہ میری بھانجی! ماشاءاللہ، کتنی پیاری لگ رہی ہو۔ آؤ اندر آؤ سب"

وہ سب لان سے گزرتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

ہال میں ٹھنڈی خوشبو پھیلی تھی،

شیشے کا فانوس چھت سے لٹک رہا تھا اور سنگ مرمر کے فرش پر اس کی روشنی جھلک رہی تھی۔

"آؤ بیٹھو، سب خیریت ہے؟"

اللہ پاک کا کرم ہے، بہن۔" شمس صاحب نے مسکرا کر جواب دیا۔"

بچے نظر نہیں آ رہے؟" نجمہ نے پوچھا۔"

"جی، ادھر ہی تیاریاں کرنے میں لگے ہیں۔"

مہوش نے ملازم سے کہا:

"اریحہ اوپر ہے، اسے بلا لائیں۔"

"!گھر تو جنت بن گیا ہے تمہارا، مہوش"

مہوش نے ہنس کر کہا:

ارے بھائی، سب اریحہ کا کمال ہے۔"

اسے ایسے ڈیزائن اور ڈیکوریشن کا کافی شوق ہے۔

اب تم لوگ آئے ہو تو لگتا ہے میرا بھی کوئی ہے۔

"امی ابو کے بعد تم ہی بچے ہو میرے، اپنا تو بھائی ہے نہیں کوئی۔

اس بات پر مہوش کی آنکھوں میں آنسو ابھرے تھے مگر وہ چھپا گئیں۔

— سعدیہ خاموش بیٹھی ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی

یہ گھر صرف محل نہیں تھا، یہ محبتوں اور یادوں سے بنا ایک خوبصورت دائرہ لگ رہا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

اوپر سیڑھیوں پر سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

— ایک نرم چہرے والی خوبصورت لڑکی نیچے آ رہی تھی

ہلکے نیلے جوڑے میں ملبوس، عمدہ شخصیت کی مالک۔

"!السلام علیکم ماموں جان"

وعلیکم السلام بیٹا!" شمس الدین نے پیار سے کہا۔"

— سعدیہ اور اریحہ کی نظریں ملی تھیں

ایک میں جھجک تھی، دوسرے میں شوق،

— اور دونوں کے چہروں پر ایک ہی سی چمک

جیسے رشتے نے خاموشی سے اپنا پہلا تعارف کروا دیا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

کیسی ہیں آپ؟" اریحہ نے قریب آ کر ماموں کو گلے لگایا۔"

میرا بچہ، میں بالکل ٹھیک ہوں۔" شمس صاحب نے اریحہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار سے کہا۔"

ماشاءاللہ، بڑی ہو گئی ہماری بچی!" نجمہ بیگم نے اریحہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔"

سعدیہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔

وہ کبھی پہلے شاہ ہاؤس نہیں آئی تھی،

جبکہ اس کے والدین کئی بار آ چکے تھے۔

ملنے کے بعد اریجہ سعدیہ کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔

سعدیہ نے سلام کیا اور ہچکچاتے ہوئے تعارف دیا۔

"!کیسی ہو بیوٹی گل"

اریجہ کے اس طرح کہنے پر سعدیہ تھوڑا سا مسکرائی۔

اس کے بائیں رخسار کا نرم سا ڈمپل ابھرا۔

"میں ٹھیک ہوں، آپ کیسی ہیں؟"

میں بھی ایک دم فٹ!" اریجہ شرارت سے بولی۔"

ملازمہ نے چائے اور کچھ لوازمات پیش کیے۔

سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

NOVEL-E-MEHAR

"!السلام علیکم"

لاؤنج میں داخل ہوتے شاہمیر نے بلند آواز سے کہا۔

"!وعلیکم السلام"

پیچھے سے داخل ہوتے شیراز شاہ نے جواب دیتے ہوئے شاہمیر کے کندھے پر بازو پھیلایا اور ساتھ چلتے اندر آئے۔

شیراز صاحب جنکی رعب دار شخصیت مقابل کو لاجواب کر دیتی تھی۔

شاہ کو دیکھ کر شمس صاحب کھڑے ہو گئے۔

شیراز شاہ نے ان کو گلے لگایا اور ہاتھ ملایا۔

سعدیہ اور نجمہ بیگم نے بھی سلام کیا۔

—— اس سب کے دوران شاہمیر سنجیدگی سے کھڑا تھا۔

اس کے لیے تینوں چہرے غیر مانوس تھے۔

خاموشی سے کھڑے شاہمیر پر اریحہ کی نظر پڑی

"!ارے شامی! تم کب آئے؟ آؤ بیٹھو"

جی، ابھی آیا بھابھی۔" وہ سلام کرتا اریحہ کے سامنے بیٹھ گیا۔"

"!یہ شاہمیر قریشی ہے، اریحہ کا دیور"

NOVEL-E-MEHAR

مسز شاہ نے تعارف کروایا۔

بڑا ہی پیارا بچہ ہے، ماشاءاللہ۔ اور بیٹے، یہ میرے بھائی ہیں——"

"میاں شمس الدین، ان کی زوجہ اور بیٹی یہ لاہور کے رہنے والے ہیں۔

"!السلام علیکم ماموں، السلام علیکم ممانی"

شاہمیر نے سب سے سلام کیا۔

"!وعلیکم السلام، ماشاءاللہ! خوش رہو بیٹے"

شمس الدین صاحب نے پیار سے کہا۔

۔ اچھا بھابھی یہ بیگ آپکے لیے بھائی نے دیے

۔ یہی دینے آیا ہوں اتنی دور سے

۔ مگر مفت میں بلکل نہیں

"شکریہ آپکے بھائی کا"

۔ اریحہ نے نرمی سے کہا

۔ بھابھی یہ ناانصافی ہے

لانے والے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اس نے شرارت سے اریحہ کی طرف دیکھا۔

NOVEL-E-MEHAR

"شکریہ! آپکا شام،"

۔ اریحہ نے جھک کر شرارت سے کہا

"اب دیکھنا پڑے گا کہ اس میں کیا ہے۔

"پتا تو چلے علی بھائی،"

"نے کیا بھیجا ہے؟

۔ شاہمیر نے مسکرا کر کہا

"۔ ایسا کیا خاص ہو سکتا ہے اس میں"

اور آپکو پتا شاہ بیگم،

اس کے لیے بھائی نے

۔ مجھے پورے پچاس ہزار روپے ادا کیے

شام حد ہی کردی تم نے اتنا،

؟ معاوضہ کون لیتا ہے

، وہ بھی چھوٹے سے کام کا

شاہ بیگم مصنوعی خفگی سے بولی،

۔ کیا کریں وہ مان گئے ہم نے لے لیے

۔ اسکی اس بات پر سب ہنس پڑے

۔ ماشاءاللہ بہت اچھے بچے ہیں"

NOVEL-E-MEHAR

بہت خیال رکھنے والا ہے علی

شاہ صاحب نے مسکرا کر کہا۔

اریجہ نے بیگ کو احتیاط سے ملازمہ کو پکڑاتے ہوئے کہا:

"یہ اوپر رکھوا دو۔"

—— اب کمرے میں ہلکی سی چہل پہل تھی

گفتگو کبھی لاہور پر جاتی،

کبھی راولپنڈی کی ہوا پر۔

سعدیہ خاموشی سے بیٹھی

سب کو سن رہی تھی۔

وہ اریحہ کو دیکھ رہی تھی جو ہر بات پر ہنستی،

کبھی امی کو چھیڑتی، کبھی شاہمیر کو تنبیہ کرتی

—

اس کی خوداعتمادی اور نرم مزاجی نے سعدیہ کے دل میں اچھی سی جگہ بنائی تھی۔

"تم کچھ بول کیوں نہیں رہیں سعدیہ؟"

اریحہ نے اچانک پوچھا۔

NOVEL-E-MEHAR

میں؟"وہ چونکی۔"

"بس ایسے ہی... آپ سب کی باتیں سن رہی ہوں، اچھا لگ رہا ہے۔"

"!پھر تو تمہیں لاہور واپس نہیں جانا چاہیے"

اریحہ نے شرارت سے کہا۔

۔ جانا تو پڑے گا

سعدیہ نے آہستگی سے کہا۔

"ارے کیوں نہیں تم رک جاؤ، یہ گھر تمہارا ہی ہے۔"

مہوش بیگم نے محبت سے جواب دیا۔

اسی وقت دروازے پر آہٹ ہوئی۔

— ایک نوجوان اندر داخل ہوا

اونچا قد، صاف چہرہ،

آستینیں چڑھی ہوئی قمیض،

ہاتھ میں فون اور فائل ایک باکمال پرسنیلٹی۔

"السلام علیکم سب کو۔"

"!وعلیکم السلام احمد"

NOVEL-E-MEHAR

اریحہ فوراً بولی۔

"اتنی دیر لگادی؟ ہم کب سے تمہارا انتظار کر رہے تھے۔"

"ٹریفک زیادہ تھا۔"

اس نے آہستگی سے جواب دیا اور نظریں سب پر دوڑائیں۔

پھر سعدیہ پر آکر کچھ لمحے ٹھہر گئیں۔"وعلیکم السلام۔" شمس الدین نے جواب دیا

، کیسے ہیں ماموں اس نے میاں شمس الدین کو گلے لگاتے سنجیدگی سے پوچھا

مگراس کے لہجے میں غیر محسوس سا توقف تھا۔

بیٹھو نا بیٹا، نجمہ بیگم نے سر پر پیار دے کر احمد کو بیٹھنے کا کہا۔"

" خوشامدید "

:احمد نے مسکرا کر کہا اور صوفے پر بیٹھ گیا شاہمیر نے فوراً چھیڑنے کے انداز میں کہا

"! بھائی جان! آپ کی خاص انٹری ہوئی ہے آج جیسے فلم کے ہیرو آتے ہیں" آخر میں"

سب ہنس پڑے،

:اور احمد نے سر جھٹک کر کہا

"تمہیں تو ہر بات میں مزاح چاہیے۔"

"۔ کیا کروں، آپ کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر دل چاہتا ہے کے کاش یہ بندہ بھی ہنس پاتا"

شاہمیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

NOVEL-E-MEHAR

"بس اب باتوں کو چھوڑو، سب چائے پیو۔"

شاہ بیگم نے کہا۔ چائے کی

بھاپ کے ساتھ ہلکی

سی خوشبو پھیلی تھی

:اریحہ نے سعدیہ کے قریب ہو کر کہا

"کیا تمہیں پنڈی پسند آیا؟"

ہاں، بہت... شہر تھوڑا الگ ہے، مگر پر سکون۔"سعدیہ نے دھیرے سے جواب دیا۔"

دوسری طرف احمد باتوں میں شامل نہیں تھا۔

وہ بظاہر فون دیکھ رہا تھا۔

،

مگر کبھی کبھی نظر چپکے سے سعدیہ پر ٹھہرتی تھی وہ سادہ لباس میں ملبوس تھی۔

سفید رنگت اور حسین،

۔ نقوش کی مالک تھی

مسکرانے پر گلابی لبوں کی

بغل میں ابھرتے ڈمپل

کے ساتھ وہ احمد شاہ جیسے

، سنجیدہ انسان کو اپنا

— گرویدہ کر رہی تھی

ایسے جیسے کوئی انجان چہرہ اچانک دل کو مانوس لگ جائے۔

احمد!"شاہ صاحب نے آواز دی۔"

"جی بابا !"

"کیا تم ذرا گارڈن کی لائٹس چیک کر سکتے ہو؟ شام کی تقریب ادھر ہے۔"

"جی ابھی جاتا ہوں۔"

— وہ اٹھا تو جاتے جاتے سعدیہ کی طرف نظر ڈالی

بس ایک لمحے کو، پھر چپ چاپ باہر نکل گیا۔

کمرے میں باتوں کا شور پھر سے پھیل گیا

سعدیہ خاموشی سے پاس بیٹھی تھی،

لیکن اس کے چہرے پر ابھی بھی احمد کے جانے کا لمحہ ٹھہرا ہوا تھا۔

— وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کیوں

ایک اجنبی چہرے کی سنجیدگی نے اس کے دل میں اتنا سکون بھرا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

، رامیشہ گھر کے صحن

۔ میں ٹہل رہی تھی

ابھی ایک دن ہوا تھا اور

اسکا دل نہیں لگ رہا تھا،

سعدی پرومس کر کے گئی تھی،

۔ پھر بھی اب تک کال نہیں کی

بتایا بھی نہیں مجھے کے خیریت سے پہنچ گئی۔

رامیشہ خود سے باتیں کرتی ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔

۔ کیا ہوا تمہیں پریشان لگ رہی ہو رامیشہ کی ماں نے پوچھا تھا

۔ نہیں امی ایسے ای کچھ نہیں ہوا

۔ اچھا چلو آ جاؤ شام ہو گئی ہے اندر آ جاؤ

۔ جی امی آپ چلیں میں آ ہی ہوں

امی کے جانے کے بعد

، اسنے سعدیہ کے نمبر پر

۔ ٹیکسٹ کیا اور اپنے کمرے کا رخ کر گئی

NOVEL-E-MEHAR

۔ سعدیہ ابھی اریجہ کے ساتھ اسکے روم میں آئی ہی تھی

۔ وہ کمرے کا بغور جائزہ لے رہی تھی

موبائل پر نوٹیفکیشن ہوا تھا،

اور سعدیہ اپنے ہوش میں واپس آئی،

، اسنے موبائل پکڑ کر چیک کیا تو

۔ رامیشہ کا میسج تھا

لوگ اتنی جلدی بھول جاتے ہیں،

۔ مجھے پتا نہیں تھا

۔ اس پر سعدیہ مسکرا دی

اریحہ کی نظر مسکراتی سعدیہ پر پڑی،

اسے اسکی حسین مسکراہٹ پر رشک

۔ آیا تھا۔ خیریت ایسا کیا دیکھ لیا فون میں

۔ اریحہ نے شرارت سے پوچھا

جی ایک دوست ہے اسی کا میسج تھا

اور یہ دوست ہی ہے یا پھر..... اریا ریحہ نے

۔. بات آدھی ہی کہی تھی

ارے نہیں یار میری اریحہ،

۔ بیسٹ فرینڈ ہے رامیشہ

۔ اووا چھا چلو میں چینج کر لوں

NOVEL-E-MEHAR

۔ تم بھی چاہو تو فریش ہو جاؤ

۔ اریحہ نے کپڑے نکالے اور ڈولک کے فنکشن کے لیے ریڈی ہونے چل دی

سعدیہ نے کال ملائی اور فون کان سے لگاتی

۔ کمرے کے ٹیرس پر جا ٹھہری

۔ تیزی سے چلتی پنسل فون کے بجنے سے رکی تھی

رامیشہ نے رنگ ہوتے فون کو ہاتھ میں لیا،

سکرین پر سعدی کا نام،

دیکھ کر مسکراہٹ نے،

۔ اسکے لبوں کو چھوا تھا

اسلام علیکم!

۔ رامیشہ نے کال اٹینڈ کرتے ہی کہا

واسلام!

کیسی اور امیشہ ؟

سعدیہ نے سوال کیا۔

میں کیسی ہوسکتی ہوں آپکے بنا بہت اداس ہوں میں،

تم بتاؤ سفر کیسا رہا؟

خیریت سے پہنچ گئے ؟

، اس سے پہلے کے سعدیہ کچھ جواب دیتی اسکی نظر لان میں بیٹھے

احمد شاہ پر پڑی اور وہی ٹھہر سی گئی وہ اپنی مخصوص

۔ جگہ پر فوارے کے قریب بیٹھا تھا

۔ وہ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا

NOVEL-E-MEHAR

"سب کیسے ہیں؟

رامیشہ کی آواز میں چہل پہل تھی۔

سعدیہ مسکرائی، نظریں ابھی بھی لان کی طرف تھیں۔

سب بہت اچھے ہیں۔اریجہ بہت پیاری ہیں، بہت باتونی بھی ہے تمہاری طرح۔"

"انکی امی تو جیسے سب کو اپنا سمجھتی ہیں۔

"اچھا! تم نے اریجہ سے دوستی کرلی؟"

"ہاں، وہ خود ہی باتوں میں اتنی مخلص ہیں کہ انسان کو جھجک نہیں رہتی۔"

سامنے احمد فون ختم کرکے اٹھا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

— اس کی نگاہ ایک لمحے کو اوپر پڑی تھی

— اسکی نظریں بالکل سیدھی سعدیہ پر جا ٹھہری تھیں

ایک خاموش لمحہ گزرا، تھا

پھر وہ نظریں موڑ کر اندر چلا گیا۔

سعدیہ نے خود کو پھر بات میں مصروف کرلیا۔

رامیشہ، تمہیں پتا ہے، یہاں آج ڈولک کی محفل ہے۔"

"اریجہ ابھی تیار ہو رہی ہے۔پورا گھر جیسے روشنیوں میں نہا گیا ہو۔

"! کاش میں بھی ہوتی تیرے ساتھ"

رامیشہ نے حسرت سے کہا۔

سعدیہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"۔ تم تو نہیں ہو مگر تمہارے جیسا آیا تھا ایک"

۔ تفصیل بعد میں بتاؤں گی

کچھ دیر وہ دونوں معمولی باتوں میں الجھی رہیں۔

پھر سعدیہ نے آہستگی سے کہا،

"چلو اب رکھتی ہوں، اریحہ بلا رہی ہے۔ بعد میں بات کرتی ہوں۔"

فون رکھتے ہی اس نے سانس لی،

NOVEL-E-MEHAR

جیسے کہیں دور تک بھٹکا خیال واپس پلٹا ہو۔

اریحہ نے الماری کھولتے ہوئے آواز دی،

سعدیہ! جلدی آجاؤ، تمہیں بھی تیار ہونا ہے۔"

"امی کہہ رہی تھیں نیچے گیسٹ آرہے ہیں۔

"آرہی ہوں۔"

، سعدیہ نے ہلکی سی پنک فراک پہنی

آئینے میں اپنے بال کھولے،

چند لٹیں چہرے پر گرا کر لپ گلوس لگایا۔

اریحہ نے ایک نظر دیکھ کر کہا،

"واہ، ماشاءاللہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ بس اب چلو۔"

دونوں سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئیں۔

لان میں قدم رکھتے ہی روشنیوں کی جھلملاہٹ آنکھوں کو چھو گئی۔

درختوں کے گرد لڑیوں کی بتیاں لپٹی تھیں،

— ہر گوشے سے خوشبو آ رہی تھی

جو چائے، عطر، تازہ گلاب کی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

بیچوں بیچ ڈھولک رکھی تھی،

عورتوں کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔

کہیں قہقہے گونج رہے تھے، کہیں تالیاں۔

"کسی نے کہا، "اریحہ آ گئی!"

تو سب نے پلٹ کر دیکھا۔

"آؤ بیٹا، ادھر بیٹھو۔"

شاہ بیگم نے مسکرا کر انہیں پاس بلایا۔

اریحہ اور سعدیہ قریب ہی قالین پر بیٹھ گئیں۔

— کسی عورت نے ڈولک پر ہاتھ رکھا

اور ایک مانوس دُھن فضا میں گونجنے لگی۔

سعدیہ کے چہرے پر نرمی تھی۔

تم کچھ گاؤ نا پلیز اریحہ نے

۔ سعدیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ لیتے ہوئے کہا

۔ ہم او کے گاتی ہوں، سعدیہ مسکرائی تھی

ہوا میں گلاب کی خوشبو تھی،

۔ اس خوشبو سے اسے گانا یاد آیا تھا

ڈولک کی دھن بج رہی تھی سعدیہ کی

......نرم آواز فضا میں گونجی

NOVEL-E-MEHAR

.*.... کہتا ہے پیار میرا، تازہ گلاب لانا۔ ....*

... میرے واسطے صنم تحفہ تو، .....

....میری خاطر تولاجواب لانا۔ ..

... لاناسجاکے ڈالی میرے چمن مالی..

گانابولتی سعدیہ کی آوازنے،

احمد کی توجہ

اپنی طرف مبزول کی تھی۔

وہ جوڈنر لگوارہاتھا۔

آوازسن کراپنے ہاتھ روک گیا

۔ تھا۔اس نے مڑکردیکھاتوسعدیہ ڈولک کے قریب بیٹھی گانارہی تھی

تجھ کوقسم ہے میری ...

NOVEL-E-MEHAR

..... *...ناآناہاتھ خالی*

.*...آنکھوں میں بسنے والے*

......میرے چمن کے مالی

احمد مسلسل اسے دیکھ رہاتھا

جب بغل میں بیٹھی اریحہ کی نظر

اپنے بھائی پر پڑھی تو وہ رخ موڑ گیا

ہاتھ دوبارا چلنے لگے مگر کان ہنوز

۔ اسی آواز کی دھن میں ڈوبے تھے

محفل اپنی رَو میں چلتی رہی،

تالیاں، قہقہے، اور ڈولک کی تھاپ کے درمیان سعدیہ کی آواز جیسے کسی اور ہی دُنیا کی لگ رہی تھی۔

— خواتین جھوم رہی تھیں، اریحہ کے لب بھی مسکرا رہے تھے

اور احمد کی نظریں، چاہ کر بھی اُس منظر سے ہٹ نہیں پا رہی تھیں۔

جب گانا ختم ہوا تو کچھ لمحوں کو جیسے خاموشی چھا گئی،

NOVEL-E-MEHAR

پھر سب نے یک زبان ہو کر تالیاں بجائیں۔

اریحہ نے فخر سے سعدیہ کا ہاتھ دبایا،

"کمال کر دیا تم نے! سچ کہوں تو سب تمہاری آواز پر فدا ہو گئے۔"

سعدیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ گردن جھکالی،

"بس ایسے گانے کا ماحول تھا تو گا دیا۔"

اسی لمحے شاہ بیگم آگے بڑھیں،

"بیٹا تم نے تو محفل کا رنگ ہی بدل دیا، اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔"

۔ ان کے لہجے میں سچائی تھی، شفقت بھی تھی

احمد نظریں جھکائے

ٹیبل پر ہاتھ چلائے جا رہا تھا،

مگر دل ابھی بھی اس آواز کے حصار سے آزاد نہیں ہو پایا تھا۔

—— چائے کے کپ رکھواتے ایک بار پھر اس کی نظر سعدیہ پر ٹھہری تھی

۔ سعدیہ اور اریحہ کا ایک ساتھ قہقہہ ہوا میں گونجا تھا وہ کسی بات پر ہنس رہی تھیں

چہرے پر چاندی کی روشنی، گلابی لپ گلوس، اور مسکراہٹ میں ہلکا سا ڈمپل نمایا تھا،

۔ اسکو دیکھنا احمد کی آنکھوں کو اطمینان دے رہا تھا

"!بھائی، چائے بنواؤ نا"

اریحہ کی آواز پر وہ چونکا،

—— ہاں، بیٹھ جاؤ بولتا ہوں۔" اسنے ملازم کو چائے کا کہا اور ہلکی سی نظر سعدیہ پر ڈالی"

پھر جیسے خود کو جھڑک دیا۔

NOVEL E MEHAR

تم بیٹھو سعدیہ میں زرا آئی۔سعدیہ نے سر

اثبات میں ہلایا تو اریحہ اندر کی طرف چلی گئی۔

سعدیہ تھوڑاالگ کھڑی لڑیوں کی روشنی دیکھ رہی تھی۔

ہلکی ہوا میں فراک کا دامن لہرا رہا تھا۔

”بہت اچھی ہے آپکی آواز۔“

احمد کی آواز آئی۔

وہ پلٹی تو وہ درخت کے قریب کھڑا تھا،

ہاتھ میں چائے کا کپ، نظریں سیدھی مگر نرم۔

سعدیہ کے لبوں پر ایک لمحے کو مسکراہٹ آکر رک گئی۔

”...شکریہ۔“

آپکو کسی نے بتایا نہیں کے آپکی آواز اور

مسکراہٹ ایک جیسی ہیں۔

ایک جیسی میں کچھ سمجھی نہیں،

سعدیہ لاعلمی سے بولی،

ایک جیسی مطلب دیکھنے اور سنے والے

کو، اپنے حصار میں جکڑ لینے والیں۔

احمد کی بات پر اسکا دل زور سے درکا

تھا۔اسکے منہ سے محض

شکریہ کا لفظ نکلا تھا۔

احمد۔۔۔۔۔

احمد کو آواز دی گئی تھی اور وہ

۔ ایکسیوزز کرتا باہر کی طرف رخ کر گیا

—— سعدیہ نے اس کی پشت کو جاتے دیکھا،

لان میں صرف جھرمٹ رہ گیا تھا،

اور کہیں دور ڈھولک کی تھاپ،

جو اب مدھم پڑ چکی تھی۔

سب ڈنر کے لیے اٹھ گئے تھے۔

NOVEL-E-MEHAR